Shahu

رسالہ

مرقّع قادیانی

امرتسر

بابت جنوری سنہ ۱۹۰۸ء

نمبر ۸ | جلد اوّل

ہمارے احباب

جن کے شوق سے مرقع جاری کیا تھا اور جنکا استقلال چاہتا اُس کی اشاعت سے بدستور غافل ہیں۔ اسلئے اس کی ترقی و اشاعت کے خیالات ہنوز معرض التواہی میں ہیں۔ پس ناظرین شائقین احباب توجہ سے اس کی اشاعت میں حصہ لیں۔ یہ بات تو مرات کرات ظاہر کی گئی ہے کہ جو صاحب آٹھ خریدار مہیا کریں گے ان کو علاوہ ثواب آخرت کے سال بھر کے لیئے رسالہ مفت ملیگا۔ گویا ان کے حق میں فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً ۔

احمد کی پیشگوئیاں طاعون کی متعلق

گذشتہ سے پیوستہ

اس مضمون کے دو حصے گذشتہ پرچہ میں آچکے ہیں۔ آج تیسرے حصہ پر بحث ہے جو دونوں سے بڑھکر دلچسپ ہے کیونکہ یہی اصل مبحث ہے پس ناظرین اس حصے کو بغور پڑھیں۔ مرزا صاحب خود یا انکا کوئی نامہ نگار لکھتا ہے :-

"احمد کی پیشگوئیاں طاعون کے متعلق | طاعون کی پیشگوئی صرف قرآن مجید میں اور احادیث نبوی میں ہی نہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود احمدؑ نے اسوقت طاعون کے آنے کی پیشگوئی نہایت ہی کھلے الفاظ میں کی جب دنیا میں اس بیماری کا کہیں نام ونشان بھی نہ تھا۔ چہارم حصہ صدی سے زیادہ عرصہ گزرا ہے کہ احمدؑ نے ایک کتاب براہین احمدیہ لکھی اس کتاب میں آپ نے کئی الہامات

دور ہو گئے. جن آنیوالے واقعات کی خبر دی گئی تھی. اس کتاب کے صفحہ ۵۱۹ پر مندرجہ ذیل[1] خدا کا کلام درج ہے انت مبارك فی الدنیا والآخرۃ امراض الناس وبرکاتہ ان ربك فعال لما یرید یعنی تجھ کو اس دنیا میں بھی برکت دیگئی ہے اور آنیوالے عالم میں بھی برکت دیگئی تو خدا کی دی ہوئی برکات کے ساتھ لوگوں کی بیماریوں کی خبر لے تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے.

اس وحی الٰہی میں کھلے الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ لوگوں میں بیماریاں پھیلیں گی. یہ امر کہ برکات سے کیا مطلب ہے آئندہ جاکر واضح ہو جائیگا. براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۸[2] پر ایک اور الہام درج ہے جو حسب ذیل ہے من دخلہ کان امنا یعنی جو شخص اس مکان میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائیگا. یہ الہام ایک جگہ کو متعلق ہے جو آپ کے مکان کا ایک حصہ ہے. اس الہام میں بھی ایک آنیوالی مصیبت کی خبر دی گئی ہے اور یہ پیشگوئی کیگئی ہے کہ اس مصیبت سے جو دنیا پر آنیوالی ہے آپکا مکان ایک جائے پناہ ہوگا اور جو اس مکان میں

جوابات [1] اس الہام کی بلاغت کا اندازہ کیجئے کہ کیا ہی شستہ عبارت ہے. امراض الناس وبرکاتہ معلوم نہیں دونوں لفظ مبتدا ہیں یا خبر. مبتدا ہیں تو خبر کیا ہے. خبر ہیں تو مبتدا کیا ہے. یہ بالکل ٹھیک ہے کہ حذف مبتدا بھی جائز ہے مگر جہاں کوئی قرینہ اس کی تعیین کا ہو. لیکن اس مجدد کی تجدید یہانتک ترقی کی ہے کہ ہر ایک بات میں جدت ہے یہانتک کہ زبان اور زبان بھی عربی زبان میں بھی جدت ہے خیر یہ تو آپ کے الہام کی بلاغت پر گفتگو تھی اب سنئے اصل واقعہ. یہ الہام اصل کتاب براہین احمدیہ میں (جس کا نام آجکل کے محاورہ میں الہامی تفسیر ہی ہے) مع شرح نقل کیا جاتا ہے آپ لکھتے ہیں.

"بعد اس کے فرمایا کہ لوگوں کی بیماریاں اور خدائی برکتیں (خیریت ہے یہاں ترجمہ میں بھی مبتدا خبر کا پتہ نہیں) یعنی مجدد کہلانے کا یہ فائدہ ہے کہ اس سے لوگوں کی روحانی بیماریاں دور ہونگی اور جنکے نفس سعید ہیں وہ تیری باتوں کے ذریعہ سے رشد اور ہدایت پا جائینگے اور ایسا ہی جسمانی بیماریاں اور تکالیف جن میں تقدیر مبرم نہیں (براہین ص ۵۲۱)"

یہ تشریح خود مرزا صاحب کی باواز بلند پکار رہی ہے کہ ان امراض سے اصل مراد روحانی امراض ہیں اور

---

[2] براہین کے کل صفحہ ہی ۵۶۲ ہیں اس لئے تاوقتیکہ حوالہ صحیح نہ ہو اس الہام کی عبارت کا پورا جائزہ ہم نہیں کرسکتے تاہم مفصل بحث ہم آئندہ کے حصے میں کرینگے جو قادیان کے طاعون سے متعلق ہے ۱۲

داخل ہوگا وہ اس مصیبت سے امن میں رہیگا۔ یہ امر کہ یہ الہام طاعون کے نمودار ہونیکی خبر دیتا ہے آپ کے ایک اور الہام پر بحث کرتے ہوئے واضح ہو جائیگا۔

۱۸۸۸ء میں آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے لوگوں کو اس امر کی طرف بلایا کہ وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اس اشتہار میں ایک الہام الٰہی درج ہے جسکی بنا پر آپ نے بیعت کا اشتہار دیا۔ طاعون کے متعلق وہ الہام بھی خاص توجہ کے لائق ہے اس میں ایک آنیوالے

برکات سے اصل مراد تصحیح اعتقادات ہے۔ مگر جسمانی امراض ان کی تبعا ہیں بشرطیکہ تقدیر میں موت نہ ہو۔ پر بعد کا شمول جتلا رہا ہے کہ اصل الہام روحانی امراض کیلئے ہے پس اب ہم نے دیکھنا ہے کہ آپ کی تشریف آوری یا ہدایت و رشد سے لوگوں کو کیا فائدہ پہنچا۔ اس بارہ میں خود آپ ہی کا کلام ہم شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنے مریدین کے رشد و ہدایت کی بابت خود ہی لکھتے ہیں:۔

"اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کرچکے ہیں کہ ہماری جماعت کو اکثر لوگوں نے ابتک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر اور اس عاجز سے بیعت کرکے اور عہد توبہ نصوح کرکے پھر بھی ویسے کجدل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہہ سے السلام علیک نہیں کرسکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں۔ اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور دست بدست ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہونچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کرلیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں" (اشتہار التوائے جلسہ ص۲)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے جیسا کہ ہم بھی دیکھتے ہیں کہ مرزائیوں نے مرزائی بنکر دینی یا اخلاقی کسی قسم کی ترقی نہیں کی ہاں ترقی کی ہے تو یہ کی ہے کہ فنافی الشیخ کے درجہ پر فرد ہو چکے ہیں یعنی جیسے مرزا جی کی عادت شریفہ ہے کہ علما کو بے نقط سناتے ہیں اور موٹے لفظوں میں لکھا کرتے ہیں

اے بدذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم ص۲۱)

۲ اسی طرح مرزائی بھی علماء کے حق میں زبان دراز ہیں جسطرح مرزا جی واقعات صحیحہ کو ادل بدل کر

طوفان کی خبر دیگئی ہے جو نوح کے طوفان کے مشابہ ہوگا۔ اور احمد کو ایک کشتی تیار کرنیکا ارشاد کیا گیا ہے۔ اسی الہام کی بنا پر آپ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا۔ وہ طوفان آگیا ہے اور ملک کے بڑے حصے پھیل گیا ہے۔ اس امر میں انشاء اللہ تعالے آگے جا کر بحث کرونگا۔ کہ

جھوٹ موٹ کا ایک ڈھانچ کھڑا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مرزائی بھی کہنے میں مشاق ہیں مثال کے لئے ہم کئی ایک دفعہ مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم کا واقعہ لکھ چکے ہیں کہ مولوی صاحب نے مرزا صاحب سے کوئی مباہلہ کیا نہ کوئی دعا کی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مریگا۔ مگر مرزا جی نے اوس کے مرنے کے بعد اس مضمون کو کئی ایک جگہ لکھا کہ مولوی غلام دستگیر نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائیگا۔ چنانچہ ایک جگہ کی عبارت یہ ہے آپ لکھتے ہیں۔

"ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی یہی دعا کی کہ یا الٰہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دیدی" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۱)

حالانکہ مولوی غلام دستگیر مرحوم نے اس قسم کی کوئی دعا نہیں کی۔ اس کے ثبوت دینے پر ہماری طرف سے مرزا جی کو مبلغ پانسو روپیہ کا اشتہار بھی ہو چکا ہے مگر آج تک مرزا جی کی طرف سے سکوت ہے اسی طرح مرزائی بھی گپ زنی میں پورے فنافی الشیخ کے درجہ پر ہیں۔ اس کی مثال دیکھنی ہو تو مرزا صاحب کے راسخ مرید کتاب اختیار الاسلام کے مصنف کو دیکھئے جو اسی واقعہ کو بڑے فخر و تعلی سے لکھتا ہے۔ میں نے جب اس کتاب کو دیکھا تو مصنف کو خط لکھا کہ مولوی غلام دستگیر کی دعا تم نے کس کتاب میں دیکھی ہے جواب آیا کہ یہ ایک معمولی بات ہے آپ اسے کیا دیکھتے ہیں اصل دلائل دیکھئے کہ میں نے آریوں کا کیسا رد کیا ہے۔ واہ سبحان اللہ۔ اس سے بہتر جواب یہ تھا کہ ؎

مریدان رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں ما
رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

غرض یہ ہے کہ مرزا جی کا یہ الہام مندرجہ براہین احمدیہ طاعون کے متعلق نہیں ہے اور نہ وہ ایسا ہے کہ کلام الٰہی ہو سکے۔ فرضاً اگر ہے تو اس میں طاعون کا نام نہیں۔ امراض صیغہ جمع کا بتلا رہا ہے کہ بہت سی بیماریوں کی طرف اشارہ ہے۔ وہ بیماریاں بھی ایسی کہ اون کے مریضوں کو مرزا صاحب سے

احمد کی کشتی پر سوار ہونے سے کسطرح اس طوفان سے نجات ملتی ہے۔ اس بات کے بیان کی ضرورت نہیں کہ جس طوفان کی اس الہام میں خبر دیگئی ہے اُس سے پانی کا طوفان مراد نہیں۔ کیونکہ اگر پانی کا طوفان مراد ہوتا تو احمد کو ایسی کشتی بنانے کا حکم دیا جاتا جیسی نوح علیہ السلام نے تیار کی تھی یعنی تختوں اور میخوں والی کشتی۔ اس لئے اس طوفان سے مراد ایک ایسی مصیبت ہے جو اپنی شدت میں طوفان نوح سے مشابہ ہے اور اس امر سے کوئی انکار

شفا حاصل ہوگی لیکن ناظرین یہ سنکر کیسے حیران ہونگے کہ جس طبیب اور معالج کے ذریعہ سے بیماروں کو شفا ہوتی تھی اُوسی معالج کا یہ حال ہے کہ طاعون زدہ کو اپنے حلقہ میں نہیں گھسنے دیتا۔ غور سے سنئے ایڈیٹر اخبار بدر (جو مرزا صاحب کے مریدوں میں راسخ الاعتقاد تھا) آپکی بڑی مسجد میں طاعون سے مرگیا تو مرزاجی کے حکم کے مطابق کسی مرزائی نے اوس کے جنازہ کو ہاتھ نہ لگایا۔ مرزاجی تو کیا ہی گئے ہوتے۔ بلکہ چند روز تک مسجد کے کنوئیں کا ڈول بھی آپ نے اوتروا رکھا کہ اسی ڈول سے سقا پانی بھر کر حضور کے مکان میں نہ لائے۔

ناظرین یہ ہیں حضرت طبیب صاحب جن کے ہاتھوں سے بقول اُن کے اس الہام کی طاعون زدوں کو شفا ہوتی تھی۔ آہ کیا سچ ہے ؎ فرد جا دلے مرگ ! عجبے آپ ہی بیار ہے

سوم ناظرین اس دجالی تقریر کو ملاحظہ فرماویں کہ آپکے الہام کے الفاظ بعینہ وہی ہیں جنکے ساتھ خدا تعالے نے حضرت نوح علیہ السلام کو مخاطب فرمایا۔ وہی الفاظ ہیں کہ اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا الاٰیۃ پھر کہتے ہوئے ذرہ شرم نہیں آتی کہ یہ کشتی حضرت نوح کی کشتی جیسی نہیں۔ کیونکہ اصل الہام سے مرزاجی کا کذب ثابت ہوتا ہے کہ نہ اتنا پانی برسا کہ طوفان آتا اور نہ مرزاجی کو ایسی کشتی بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی جو ڈوبتوں کو بچاتی۔ ہاں پانی کی بندش البتہ ایسی ہو رہی ہے کہ کلکتہ سے پشاور تک تمام ملک خشکی میں ہے خدا رحم فرمائے، پس بتلائے مرزاجی خود اپنے الہام سے جھوٹے ہوئے یا نہیں۔ آہ کیا سچ ہے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ... لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

نہیں کہہ سکتا کہ موجودہ طاعون طوفان نوح سے کچھ کم نہیں اس لئے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ پیشگوئی جو ایک آنیوالے طوفان کی خبر دیتی تھی وہ پوری ہو چکی ہے۔ الہام کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں

اِصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ

یعنی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی تیار کر اور اُن لوگوں کے لئے سفارش یا دعا نہ کر جو ظالم ہیں کیونکہ وہ غرق ہونیوالے ہیں۔

پھر سنہ ۱۳۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۴ء میں جب رمضان شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

۴ بالکل جھوٹ محض جھوٹ سفید کذب بلکہ سیاہ جھوٹ۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں کسوف خسوف کیلئے تاریخیں مقرر کی ہیں نہ کسی حدیث میں ایسا آیا ہے۔ چونکہ کسوف خسوف کی روایت مرزائیوں کے عام زبانزد ہے اسلئے مناسب ہے کہ ہم اس کی تحقیق اس جگہ کر دیں۔

محمد بن علی ایک شخص ہے اوسکا قول ہے کہ مہدی کی دو نشانیاں ہیں جب سے زمین و آسمان بنے ہیں

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینخسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان والشمس فی النصف منہ

وہ کبھی نہیں ہوئیں وہ یہ ہیں کہ قمر کو رمضان کی پہلی رات کو گرہن ہوگا اور سورج کو نصف رمضان میں۔

ایک تو یہ محمد بن علی کا قول ہے دوم صحیح بھی نہیں ضعیف بلکہ بقول بعض موضوع ہے۔ مگر ہم ان دونوں وجہوں سے درگذر کرتے ہیں لیکن اس کا وقوع بھی اس کے ترجمہ کے مطابق نہیں ہوا کیا چاند کو رمضان کی پہلی تاریخ میں اور سورج کو نصف رمضان میں کبھی گرہن ہوا کبھی ہرگز نہیں نہ بقاعدہ علم ہیئت ہو سکتا مگر ہو سکتا کا لفظ ہم کیوں بولیں ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ مرزا صاحب جو اس روائت پر بہت زور دیتے ہیں تو حسب بیان روایت مذکورہ واقع بھی ہوا؟ سنہ ۱۳۱۱ ہجری کے رمضان میں چاند گرہن ۱۳ تاریخ کو اور سورج گرہن ۲۸ کو ہوا تھا مگر روائت مذکور میں ہے پہلی رات۔ مرزا صاحب کہتے ہیں چاند گرہن کیلئے تین راتیں (۱۳-۱۴-۱۵) مقرر ہیں اور سورج کیلئے ۲۷-۲۸-۲۹ مقرر ہیں۔ چونکہ چاند کو تیرھویں شب میں ہوا تو پہلی کو ہوا۔ سورج کو اٹھائیسویں میں ہوا تو وسط میں ہوا (نور الحق حصہ ۲ صفحہ ۱۹)

مگر ادنیٰ عربی دان بھی جان سکتا ہے کہ یہ تاویل مرزا صاحب کی تاویل نہیں بلکہ تحریف ہے کیونکہ اول لیلۃ من رمضان کے معنی صاف ہیں کہ رمضان کی پہلی رات۔ و فی النصف منہ کے معنی ہیں رمضان کے نصف میں۔ کون صحیح العقل سلیم کہہ سکتا ہے کہ اس روایت کے مطابق واقع ہوا۔ ہاں ایک عذر مرزائی کا اور بھی ہے

مقرر کردہ تاریخوں پر کسوف خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی تو ہم نے اس نشان کے متعلق ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہے نور الحق حصہ دوم۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۵ پر طاعون کے عذاب کے آنے کی کھلے الفاظ میں پیشگوئی کی گئی ہے یعنی لکھا ہے وحاصل الکلام ان الکسوف والخسوف آیتان مخوفتان واذا اجتمعا فهو تهديد شديد من الرحمن واشارة الى ان العذاب قد تقرر وأكّد من الله لاهل العدوان یعنی

کہ اس روایت میں قمر کا لفظ ہے اور قمر پہلی رات کے چاند کو نہیں کہتے بلکہ اس کو ہلال کہتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قمر اپنے اصل معنی کے لحاظ سے تو بیشک تیسری شب سے شروع ہوتا ہے مگر چونکہ اس کے ساتھ اول لیلۃ کا لفظ بھی ہے اسلئے یہ لفظ اپنے اصلی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی طور پر ہلال کے معنی میں ہے جیسے اس مثال میں رایت اسدا یرمی (میں نے شیر کو تیر چلاتے دیکھا) اہل معانی لکھتے ہیں کہ اس مثال میں اسد کے معنی شیر کے نہیں ہیں کیونکہ تیر چلانا شیر کا کام نہیں بلکہ آدمی کا کام ہے پس اس مثال میں شیر کے معنی بہادر آدمی کے ہیں ٹھیک اسی طرح اس روایت کا مطلب ہے کہ گو قمر کا لفظ اپنے اصلی معنوں میں پہلی رات کے چاند پر نہیں بولا جاتا مگر بقرینہ اول لیلۃ بطریق مجاز استعمال ہو سکتا ہے۔

ایک شبہ مرزائی لوگ یہ بھی کیا کرتے ہیں کہ بحساب علم ہیئت پہلی اور پندرھویں رات میں چاند اور سورج کو گرہن نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں ہو سکتا تو نشان بھی تب ہی بنا اسیلئے تو روایت مذکورہ میں ہے لم تکونا یعنی جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں ایسا واقع نہیں ہوا۔ اگر علم ہیئت کا اعتبار ہے تو اس قسم کا دورہ ہر ۲۱ برس کے بعد ہوتا علم ہیئت سے ثابت ہے ۱۳۱۱ ہجری سے پہلے بھی کئی ایک دفعہ ایسا ہوا اور آئندہ کو بھی ہوگا۔ مگر چونکہ یہ کوئی واقع خلاف قانون قدرت نہیں اس لئے اس کو پہلی کتابوں میں کوئی خاص شہرت نہ ہوئی ورنہ علم ہیئت کے قواعد ہم کو بتلاتے ہیں کہ ہر ۲۲ سال بعد ایسا ہونا ضروری ہے مختصر یہ کہ روایت مذکورہ جسکو مرزا جی اپنی صداقت میں پیش کیا کرتے ہیں اور مرزائیوں کو تو یہ روایت خوب حفظ ہے مرزا جی کی پوری تکذیب کرتی ہے مگر وہ نہیں کہ آنکھ اور سننے کو کان رکھتے ہیں۔ مرزا جی خود بھی راقم

۵ مناسب ہے کہ بحکم ہرا بدسابیہ رسانید مرزا صاحب کی اصل عبارت ہم اس جگہ نقل کر دیں مرزا جی کی عبارت منقولہ کے ساتھ یہ عبارت مع ترجمہ ہے:-

کسوف اور خسوف وو ڈرانیوالی نشان ہیں اور انکا ایک ہی مہینہ میں جمع ہونا خدا تعالی
کی طرف سے ایک سخت دہمکی ہے کہ سرکشوں کے لئے عذاب مقدر ہو چکا ہے اور اس کا ظاہر
ہونا فیصلہ پا چکا ہے اور ضروری ٹھیر چکا ہے۔ ان الفاظ میں ایک عذاب کی کھلی طور پر
پیشگوئی کیگئی تھی اور بڑے پرزور الفاظ میں بتایا گیا کہ لوگوں کے لئے عذاب مقدر ہو چکا ہے۔

*ومعہذا من خواصہما انہما اذا ظہرا فی زمان وتجلیا البلدان فینصر
اور باوجود اس کے انکی خواص میں سے ایک یہ ہی ہے کہ جب وہ دونوں کسی زمانہ میں
اللہ اہلہا المظلومین ویقوی المستضعفین المغلوبین ویرحم قوما اوذوا
ظاہر ہوں اور کسی ملک پر انکا ظہور ہو تو اس ملک میں جو لوگ مظلوم ہیں ان کی خدا تعالی مدد
وکفروا ولعنوا من غیر حق فینزل لہم ایات من السماء وحمایات من
کرتا ہے اور ضعیفوں اور مغلوبوں کو قوت بخشتا ہے اور اس قوم پر رحم کرتا ہے جو دکھ دیئے گئے
حضرۃ الکبریاء ویخزی المنکرین المعادین ویحکم بالحق وھو
اور کافر ٹھیرائے گئے اور ناحق لعنت کئے گئے سو انکی تائید کے لئے آسمان سے نشان اترتے ہیں
احکم الحاکمین ویقضی بین المتشاجرین ویقطع دابر المعتدین
اور حمایت الٰہی نازل ہوتی ہے اور خدا تعالی منکروں اور دشمنوں کو رسوا کرتا ہے۔ سچا فیصلہ کر دیتا

فتصیبہم خجالۃ واجذام وتندم و

ہے اور وہ احکم الحاکمین ہے اور نزاعوں کا تصفیہ کر کے تجاوز کرنیوالوں کی بیخکنی کر دیتا ہے

انہزام وکذالک

سو انکو ایک شرمندگی اور زد اور ندامت اور شکست پہنچتی ہے اور اسی طرح خدا تعالی

یجزی الکاذبین" (نور الحق)

جہوٹوں کو سزا دیتا ہے" (حصہ دوم ص۳۸)

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ جس عذاب کی طرف اس مضمون میں اشارہ کیا گیا ہے اسکا وقت وہ ہے
جسوقت مرزا جی اور مرزا جی کے مریدوں کو کافر کہنے والے اور لعنت کرنے والے۔ برا جاننے والے سب
تباہ ہو جائینگے۔ اور انکو ذلت پر ذلت پہونچیگی اور مرزائیوں کی حمایت میں آسمانی نشان ظاہر ہونگے جبتک

*اس ترجمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے کسوف خسوف ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں (اڈیٹر)

پھر کتاب حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۰ پر جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی آپ تحریر فرماتے ہیں فلما طغی الفسق المبید بسیلہ تمنیت لو کان الوباء المتبر فان هلاک الناس عند اولی النہیٰ احب واولیٰ من ضلال یحشر یعنی جب ہلاک کرنیوالے گناہوں کا طوفان حد سے بڑھ گیا تو میں نے دعا کی کہ اے خدا ایک تباہ کرنیوالی وبا بھیج - کیونکہ عقلمند کے نزدیک انسانوں کا مرجانا گمراہی سے جو ٹوٹے میں ڈالتی ہے بدرجہا بہتر ہے - یہ دعا

یہ کیفیت نہ ہو اس عذاب کا وقت آیا نہیں سمجھنا چاہیئے تعجب ہے کہ یہ لوگ کیسی جرأت سے کام لیتے ہیں کہ بکف چراغ دارد کی مثال کو بھی مات کر دیتے ہیں - اصل الہام میں اس عذاب کے خواص میں یہ ذکر صاف لکھا ہے کہ مخالفین اور منکرین سب تباہ ہوجائینگے جو آجتک ابھی معرض انتظار ہی میں ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ انتظار ہی میں رہیگا مگر مطلب براری کے لئے جھٹ سے آدھا تیتر آدھا بٹیر بنانے کو الہام مذکور پیش کر دیا سچ ہے صاحب الغرض مجنون (دیوانہ بکار خود ہشیار) +

۶ اس الہام میں بھی آپنے تحریف سے کام لیا - دعا کرنیکا ذکر اصل الہام میں نہیں ہے - بلکہ تمنیتُ کا لفظ ہے جسکے معنے آرزو کرنے کے ہیں اب ہم نے دیکھنا ہے کہ اس قسم کی آرزو دعا کی حکم میں ہے یا طبعی خواہش کے حکم میں سکتے ہیں دور کی تلاش کی حاجت نہیں - مرزا جی اسی کتاب بلکہ اسی قصیدہ میں ایک شعر یوں لکھتے ہیں -

اری ظلمات لیتنی مت قبلها + وذقت کئوس الموت لولا انور (حمامہ صفحہ ۱)

یعنی میں کئی ایک ظلمات دیکھ رہا ہوں کاش کہ میں اُن سے پہلے ہی مرگیا ہوتا اور موت کے پیالے پی چکا ہوتا جیسے تمہاری پیش کردہ شعر میں تمنیت کا لفظ ہے ویسے یہاں بھی لیت ہے جو تمنی کے لئے آتا ہے پس جس طرح یہ شعر دعا کے طور پر نہیں بلکہ طبعی خواہش پر ہے

ورنہ کہنا پڑیگا کہ مرزا جی کی دعا قبول نہیں ہوئی کیونکہ آج تک زندہ ہیں) حالانکہ دعا موت کی تھی - یہ تو بحث آپ کی اس تحریف کے جواب میں ہے جو آپنے اس عبارت سے مسیح کی دعا کا ثبوت دیا ہے اب آئیے اصل مضمون پر کہ مرزا جی کے اس الہام میں طاعون کا کوئی ذکر ہے؟ انصاف یہ ہے کہ جس وقت مرزا جی نے یہ عبارت لکھی تھی انکو خود بھی خیال نہ ہوگا کہ کسی زمانہ میں میں اس سے طاعون کا ثبوت دونگا - اگرچہ مرزا جی کا اصول وہی ہے جو عیار عطاروں کا ہوتا ہے کہ ایام بیماری میں ایک ہی بول

اُس وقت شائع کی گئی جب ملک میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ یہ دعا دو طرح سے قابل توجہ ہے۔ ان اشعار میں صرف ایک تباہ کرنیوالی وبا کے لئے دعا ہی نہیں کیگئی بلکہ یہ اشعار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیث کو بھی یاد دلاتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا کہ مسیح موعود کی دعا سے ایک سخت وبا نمودار ہوگی۔ اب ایسا ہی ہوا جیسا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسیح موعود نے دعا کی کہ اے خدا تو ایک مہلک بیماری پیدا کر اور خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور اپنے قدیم وعدہ کے مطابق ایک تباہ کرنیوالی وبا کو بھیجا * ایڈیٹر خوش ہیں طاعون کی شدت پر کیسے مرزائی خلائق بخواہ

سے ہر قسم کے شربت نکال لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح مرزا جی بھی ایک ہی الہام سے سب کچھ نکالنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ مگر انصاف یہ ہے کہ جیسے ملک میں اُس وقت طاعون کا نام و نشان نہ تھا آپکی اس عبارت میں بھی نام و نشان نہیں ملتا۔ ہے تو اُس لفظ پر نشان کر دیجئے۔

آئیے ایک اور طرح سے بھی آپکے اس الہام کا جائزہ لیں۔ آپنے اس مضمون میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ گذشتہ نمبر مرقع میں نقل ہو چکی ہے۔ اُس حدیث کا مطلب ہے کہ مسیح موعود کی دعا سے یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا ہوگا جس سے وہ سب کے سب ایکدم میں مر جائینگے۔ بہت خوب۔ یہ بھی ہم گذشتہ نمبر دکھا آئے ہیں کہ بقول مرزا جی انگریز۔ روسی اور دیگر اقوام یورپ یاجوج ماجوج ہیں۔ غور سے دیکھئے فان یاجوج وماجوج ھم النصاریٰ من الروس والاقوام البرطانیۃ۔ ان یاجوج وماجوج من النصاری لا قوم اٰخرون (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۹-۲۸) یعنی یاجوج ماجوج روس اور دیگر اقوام یورپ اور عیسائی ہیں اور کوئی نہیں۔ پس تبلائیے یہ طاعون جو بقول آپ کے حسب منشاء حدیث نبوی مسیح موعود کی دعا سے کیڑا پیدا ہوا ہے اسکا زخم کسی انگریز یا روسی پر بھی لگا ہے؟ آہ لگا تو قادیاں میں بے چاری مسٹر فضل ایڈیٹر البدر وغیرہ مرید مسیح موعود کو لگا۔ آہ وہ دن بھی کیسا روز سعید تھا کہ اس کیڑے کی آمد میں قادیاں کا سکول ہاں مسیح موعود کا اپنا مدرسہ مہینہ بھر بند رہا تھا جسپر کسی اہل دل نے کیا خوب کہا تھا ؎

چو بوم بالو گر آئی چہ ادر قادیاں بینی ❊ وبا بینی خزاں بینی غرض ویرانیاں بینی

اِس موقعہ پر ہر ایک شخص خواہ وہ کسی مذہب وملت کا ہو بلا اختیار پکار اُٹھیگا کہ درحقیقت[1] وہ ہی ایک عظیم الشان نبی تھا جس نے آج سے ۱۳۰۰ برس پہلے ایسی صاف پیشگوئی کی اور نیز وہ شخص بھی بڑی شان کا آدمی ہے جسکی دعا کو خدا تعالیٰ نے اس طرح سُنا۔ اِن واقعات سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور مسیح موعود کی صداقت ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک بیّن ثبوت ملتا ہے کس نے عرب کے مقدس نبی کو بتلایا کہ ۱۳۰۰ برس کے بعد مسیح موعود وبا کے لئے دعا کریگا اور وہ کون ہے جس نے مسیح موعود کی دعا کو سُنا اور اس کی تمنا کے مطابق ایک وبا کو دنیا میں بھیجا۔ ہر ایک شخص کو ماننا پڑیگا کہ بے شک خدا کے سوا ایسا کوئی نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی دہریہ ہے تو پہلے اُس کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پیش کرو جنمیں بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی دعا سے ایک وبا پیدا ہوگی۔ پھر اُس کے سامنے حمامۃ البشریٰ کھولکر رکھو جسمیں طاعون کے ظہور سے بہت عرصہ پہلے مسیح موعود ایک وبا کے لئے دعا کرتا ہے اور پھر اُس کو اُس وبا کی طرف متوجہ کرو جو اس دعا کے جواب میں اس ملک میں ظاہر ہوئی اور پھر اُس سے پوچھو کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کون ایسا کرسکتا ہے۔ یہ وہ واقعات ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا اور مَیں نہیں دیکھتا کہ ایک دہریہ باوجود اِن صریح دلائل کے کس طرح خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار کرسکتا ہے پھر اتنا ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ طاعون کا موجب ایک کیڑا ہوگا اور آج کل کی تحقیقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی تصدیق کرتی ہے اور آپ کے الہام کی شہادت دیتی ہے ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح معلوم ہوسکتا تھا کہ اُس وبا کا باعث ایک کیڑا ہوگا اگر خدا تعالیٰ جو ہر ایک پوشیدہ

مختصر یہ کہ نہ تو اس الہام میں طاعون کی دعا ہے نہ طاعون کے کیڑے نے یاجوج ماجوج پر حملہ کرکے اُنکو قتل کیا ہے یہ تو صرف مسیح کاذب کی زبانی لاف گزاف ہے اور بس۔

[1] یہ ایک جاہلانہ [illegible] ہے عظیم الشان نبی صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا نام لینے سے یہ غرض ہے کہ کوئی مسلمان اس مضمون کا رد نہ کرے مگر وہ نہیں جانتے کہ اُسی عظیم الشان نبی کا ارشاد ہے کہ لاتغتر وا

بات کو جانتا ہے آپ کو اطلاع نہ دیتا۔ الغرض اگر حضرت مسیح موعود سوائے مذکورہ بالا اشعار کے طاعون کے متعلق اور کوئی پیشگوئی بھی شائع نہ کرتے تو صرف یہی اشعار آپکی صداقت کے لئے کافی ثبوت تھے۔ ناظرین کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ مسیح موعود کی صداقت کے نشانوں میں قبولیت ش دعا بھی ایک نشان ہے اور موجودہ صورت میں قبولیت دعا کا ایک عجیب نمونہ پایا جاتا ہے جو آپ کی سچائی کا صحیح نشان ہے۔

پھر آپ کی کتاب سراج المنیر میں طاعون ق کے متعلق ایک اور پیشگوئی ہے یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی لیکھرام کی موت کا ذکر کرتے ہوئے جو آپ کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوئی آپ اس کتاب کے صفحہ ف پر لکھتے ہیں "خدا تعالیٰ سورہ اعراف میں فرماتا ہے ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم وذلة فی الحیوة الدنیا وکذلک نجزی المفترین یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی اُنپر غضب کا عذاب پڑیگا اور دنیا کی میں انکو ذلت پہونچیگی۔ اور اسی طرح ہم دوسرے مفتریوں کو سزا دیں گے اور یہ ایک لطیف اشارہ اُن گوسالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی لیکھرام کی

(میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا) پیغمبر خدا کی شان والا شان میں کسی کو کلام نہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ آپکے پیش کردہ حوالجات کہانتک صحیح ہیں۔ ہمارے نبی کی شان ایسی نہیں کہ غلط واقعات کی محتاج ہو۔

ش دعا کی قبولیت کا ثبوت تو یہ ہے کہ میں نے ہرچند پوچھا کہ آپ جو مجھکو مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں اور عذاب سے ڈراتے ہیں خدا سے دعا کر کے یہ معلوم کرا دیں کہ وہ عذاب کیا ہوگا۔ تو جواب نفی میں ملا۔ آہ! یاد آیا کہ آپنے اپنی آسمانی منکوحہ کیلئے کتنی دعائیں کیں مگر ایک بھی قبول نہوئی آخرکار آپکو کہنا پڑا ؎

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی ✤ آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

ف چونکہ اس الہام کی بنا براہین احمدیہ کے الہام پر ہے اور ہم اُس الہام کے متعلق مفصل بحث پہلے کر چکے ہیں پس ناظرین کو اُسی کو نمبر میں دیکھیں مختصر یہ ہے کہ یہ الہام بھی مرزاجی کا عیار عطار کی بوتل کی طرح ہر قسم کا شربت دیتا ہے ایسا گول مول ہے کہ جو چاہو بنا لو۔

ق اس میں یہ خوبی ہے کہ یہ الہام خاص آریوں کے متعلق ہے جنپر طاعون نہیں البتہ گورنمنٹ کا عتاب آیا تھا۔ غالباً چند روز کو مرزاجی اپنے اس الہام کی سچائی میں اسی عتاب کو پیش کردینگے۔

پرستش کرنے میں ظلم اور خونریزی کے ارادوں تک پہونچگئی خدا کے علم سے کوئی شئے باہر نہیں وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھرام کی پرستش کر کے اسکو گوسالہ بنائیں گے اسلئے اس نے کذالک کے لفظ سے لیکھرام کے قصے کی طرف اشارہ کر دیا۔ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وبا ان میں پڑگئی تھی جس سے وہ مرگئے تھے۔ اسی مقام کے متعلق اس عاجز کو الہام ہوا ہے یامسیح الخلق عدوانا یعنی اے خلقت کے لئے مسیح ہماری متعدی بیماریوں کے لئے توجہ کر اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۹ میں اسی کیطرف اشارہ ہے جیسا کہ وہ عز اسمہ فرماتا ہے انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ امراض الناس وبرکاتہ ان ربک فعال لما یرید یعنی تجھے دنیا اور آخرت میں برکت دی گئی ہے خدا کی برکتوں کے ساتھ لوگوں کی بیماریوں کی خبر لے کہ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دیکھو یہ کس زمانہ کی خبریں ہیں اور نہ معلوم کس وقت پوری ہونگی ایک وہ وقت ہے جو دعا سے مرتے ہیں اور دوسرا وہ وقت آتا ہے کہ دعا سے زندہ ہونگے"

مندرجہ بالا عبارت میں ایک صحیح پیشگوئی اس امر کی پائی جاتی ہے کہ اس ملک میں وبا پھیلیگی حضرت مسیح موعود نے صرف قرآن شریف کے الفاظ سے ہی یہ نتیجہ نہیں نکالا بلکہ آپنے اپنے الہامات کو بھی درج کیا ہے جسمیں بتلایا گیا ہے کہ اس ملک میں طاعون پھیلنے والی ہے اور آخر لوگ آپ کی طرف توجہ کرینگے اور وبا کے دور ہونے کیلئے دعا کی درخواست کرینگے۔ پھر ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو آپنے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لوگوں کو آنے والی طاعون سے ڈرایا اس اشتہار

نوٹ اس الہام سے دو سال پہلے بمبئی میں طاعون نمودار ہو چکا تھا بلکہ پنجاب کے ضلع جالندھر میں خصوصاً جالندھر کے قریب پھگواڑہ میں طاعون شدت دکھا چکا تھا اور ڈاکٹر لوگ خطرہ ظاہر کر چکے تھے اور طاعون کی سابقہ تاریخ شہادت دے چکی تھی کہ اسکی ترقی بہت دور تک جائیگی اسلئے لگتے ہاتھ مرزا جی نے بھی الہام شائع کر دیا۔ تاہم اچھا ہوا۔ آپ کے اس الہام کی برکت سے پنجاب میں شدت طاعون چند دن بعد ہوئی اس الہام کے مطابق آخری وقت بھی شدت طاعون کا دیکھا جائے تو ۱۸۹۸ء ہونا چاہئے تھا۔ مگر پنجاب میں طاعون کی عام شدت ۱۹۰۲ء میں ہوئی ہے۔ گویا خدا نے مرزا صاحب کا کذب ظاہر کرنے کو طاعون کی شدت کو چار سال تک ملتوی کر دیا۔ بہت خوب *

میں طاعون کی مندرجہ ذیل پیشگوئی پائی جاتی ہے اور ایک ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اسکو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے مگر میرا فرض ہے کہ میں اسکو نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارہ میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم - انہ اوی القریۃ یعنی جبتک دلوں کی وبا معصیت دور نہ ہو تبتک ظاہری وبا بھی دور نہیں ہوگی" اس اشتہار کے آخر میں چند فارسی شعر ہیں جن میں آنے والی طاعون کا خوفناک رنگ میں نقشہ کھینچا گیا ہے میں اُن میں سے بعض اشعار بطور نمونہ یہاں درج کرتا ہوں - آپ لکھتے ہیں :-

گر آں چیزے کہ مے بینم عزیزاں نیز دیدندے ✤ ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خورِ تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم ✤ زمیں طاعون ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویشِ قیامت ماند ایں تشویش گر بینی ✤ علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے ✤ خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

یہ اشتہار اسوقت شائع کیا گیا جب پنجاب طاعون سے پاک تھا صرف ایک[؟] دو گاؤں میں طاعون ابھی پھوٹی ہی تھی اور وہ مناسب تدابیر کے استعمال کرنے سے دوسرے دیہات میں پھیلنے سے روکی جا سکتی تھی مگر اس اشتہار کے مطابق وہ بیماری کل پنجاب میں خوفناک رنگ میں پھیل گئی اور جو نقشہ حضرت مسیح موعود نے اپنے اشتہار میں کھینچا ہے وہ ابھرا ایک

کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

حضرت مسیح موعود کے اور الہامات اور پیشگوئیاں بھی ہیں جنمیں طاعون کے آنے کی خبر دی گئی تھی مگر جو الہامات اور پیشگوئیاں میں پیش کر چکا ہوں وہ اس امر کے لئے کافی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے وقت میں طاعون کے آنے کی صاف[۱] اور کھلے کھلے الفاظ میں پیشگوئی کی جبکہ ملک میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اسی طرح نہ صرف قرآن شریف اور احادیث میں آخری زمانہ کے رسول کے عہد میں ایک لمبی اور شدید وبا کے پھیلنے کی پیشگوئی پائی جاتی ہے بلکہ اس رسول نے خود اس وبا کے پھیلنے کی قبل از وقت خبر دی اور اب کچھ بھی شک اس امر میں باقی نہیں رہتا کہ اس وبا کا آنا اس رسول کی صداقت کے لئے ایک نشان ہے جن کتابوں اور اشتہارات کا میں نے ذکر ہے وہ سب موجود ہیں اور ہر ایک شخص انکو دیکھ سکتا اور اپنی تسلی کر سکتا ہے" (ریویو آف ریلجز بابت اکتوبر ۱۹۰۷ء)

[۱] حدیث شریف میں ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جسکا مطلب یہ ہے کہ بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن۔

ناظرین اس عبارت کو یاد رکھیں کہ مسیح موعود نے کھلے کھلے الفاظ میں پیشگوئی کی جبکہ ملک میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس کھلے کھلے الفاظ والی پیشگوئی طاعون کے وجود سے قبل کی مرزا جی یا کوئی مرزائی دکھا دے تو ہم اسکو مبلغ پانسو روپیہ انعام دینے کے علاوہ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ کو مرزا جی کی مخالفت میں قلم نہ اٹھائینگے۔

مرزائیو! اگر اس میدان گھڑ دوڑ میں بھی ہم سے مسابقت کر لو

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں ✽ تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

گلدستہ قادیانی

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب (سابق مرید مرزا) لکھتے ہیں کہ مجھے ۵ نومبر کو مرزا صاحب کے متعلق الہام ہوا کہ اُن کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی۔

مرزا صاحب کے متعلق متواتر الہام ہیں اُن کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی۔

اللہ کریم نے مرزا کے مقابلہ پر مجھے فرمایا تم